

الہلال

خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم، امامِ علم وفن

مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی، انڈیا

ناشر

ادارہ عرفان التوقیت

fb.com/ilmetauqeet

صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ

الہلال

خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم، امامِ علم وفن

مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی، انڈیا

ناشر

ادارہ عرفان التوقیت

فون نمبر: 3531226 332 92+

fb.com/ilmetauqeet

تعارف مصنف علامہ ومولانا خواجہ مظفر حسین رضوی

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہد رضوی

ولادت:

امام المنطق والفلسفہ، حضرت علامہ ومولانا خواجہ مظفر حسین رضوی بن مولانا زین الدین رضوی، ضلع پورنیہ (بہار) میں ۱۳۵۸ھ کو پیدا ہوئے۔

ضلع پورنیہ کے ایک معزز خاندان، جو جملہ سلاسل چشتیہ، قادریہ، نقش بندیہ اور سہروردیہ کے سرچشمۂ فیض وبرکت حضرت خواجہ بصری رضی اللہ عنہ سے نسبتی انتساب کے پیش نظر خواجہ خاندان کہلاتا ہے، اِسی خاندان کے باوقار گھرانے میں خواجہ مظفر حسین رضوی پروان چڑھے۔

مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی کے والدِ ماجد مولانا زین الدین بھی اپنے ضلع کے مقتدر علما میں شمار کیے جاتے تھے۔ حضرت امامِ علم وفن کا تاریخی نام ''مظفر حسینی'' رکھا گیا، لیکن عرف میں آپ کا نام ''خواجہ مظفر حسین'' ہی زبان زد رہا۔ ڈھائی سال کی عمر میں آپ کے سر سے ماں کا سایہ اٹھ گیا، چناں چہ خواجہ صاحب کی پرورش ان کے والدِ ماجد کی نگرانی میں ہوئی۔ اس طرح والدِ گرامی نے آپ کو بہ یک وقت ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔

تعلیم وتربیت اور اساتذہ:

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کی عمر جب چار سال، چار

ماہ، چار دن ہوگئی تو والدِ ماجد نے بسم اللہ خوانی کی رسم کرائی اور پھر ابتدا سے شرحِ جامی تک خود ہی تعلیم فرمائی۔ آپ کا گھرانا چوں کہ دیوبندیوں کی خاطر داری کے دام میں پھنسا ہوا تھا اور خواجہ صاحب کے والد زبردست عالم تھے، لیکن ان کی نظر میں دیوبندی اور بریلوی کا باہمی اختلاف پورے طور پر کھل کر سامنے نہیں آیا تھا۔

بایں سبب عملاً دیوبندیوں کے ساتھ تھے، تا آں کہ اپنے بڑے لڑکے اور بھتیجے کو دیوبند اور سہارن پور میں تعلیم دلوائی، اور اپنے دیگر تلامذہ کو بھی دیوبند اور سہارن پور ہی بھیجتے رہے۔ اس لیے امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کو بھی برائے تعلیم دیوبند بھیجنا طے ہوا، لیکن موصوف کی کم سنی اور دیگر عوارض وعوائق کی وجہ سے یہ ارادہ فی الحال ملتوی کر دیا گیا اور قدرتِ خداوندی سے خواجہ صاحب کا داخلہ مدرسہ بحر العلوم لطیفی، کٹیہار (بہار) میں ہوگیا، جس میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلما مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ، علامہ سلیمان بھاگل پوری اور مولانا محمد یوسف پٹنوی علم وفن کے گوہر ہائے آب دار لٹا رہے تھے۔

ایسے جید اور نابغۂ روزگار اساتذۂ کرام کی ظرف نگاہی نے کچھ ہی دنوں میں مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ میں علم وفن کی بھرپور توانائی بھر دی، یہاں تک کہ ۱۵/۱۶ سال کی عمر میں آپ نے ضلع پورنیہ ہی میں ہزاروں دیوبندی عوام کے درمیان میں ضلع کے دیوبندی اکابر سے مناظرہ کر کے اُن کو سکتے میں ڈال دیا اور پھر کچھ دن بعد علاقہ کے پیرِ طریقت مولوی عبد المبین ملاٹولہ جون پور کو اُن کے مریدین کے ہجوم میں

بحث کر کے نہ صرف خاموش بل کہ ہکّابکّا کر دیا۔

اِن حالات کے پیشِ نظر مولانا زین الدین رضوی علیہ الرحمہ نے اپنے ہونہار فرزند کا سنجیدگی سے جائزہ لیا۔ اور پھر عادلانہ انداز میں بحث ومباحثہ کے ساتھ فریقین کی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ وقت آیا کہ اُن کے والدِ ماجد نے دیوبندی نظریات سے اپنی براءت و بیزاری کا اظہار کر دیا اور مسلکِ اہل سنت و جماعت میں نہ صرف شامل ہو گئے، بل کہ حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت بھی ہو گئے۔ اِس ایمان افروز واقعہ سے پورے علاقے میں ایک طوفان سا مچ گیا۔ ہر جگہ یہ افواہ اڑائی جانے لگی کہ بڑے مولانا نے اپنے فرزند کی محبت میں مذہب ومسلک تبدیل کر دیا ہے۔۔۔لیکن دونوں باپ بیٹے کی حسنِ تدبیر اور مواعظِ حسنہ سے نہ صرف یہ طوفان تھم گیا، بل کہ: ''ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا'' کی تفسیر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگی، لوگ دیوبندیت سے بیزار ہو کر اہل سنت کے پرچم تلے آنے لگے۔ اس کامیابی اور فتحِ مبین کے وقت امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کی عمر شریف صرف 18 سال تھی۔

حضور ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ کے پاس آپ نے خوب اکتسابِ علم کیا۔ معقولات کی منتہی کتابیں، ہدایہ آخرین اور احادیث کی سنن کتابیں ابھی زیرِ درس تھیں کہ اچانک حضور ملک العلما کی طبیعت ناساز ہوگئی اور تعلیمی سلسلہ رک گیا۔

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ بحر العلوم لطیفی،

کٹیہار (بہار) سے منتقل ہوکر مرکزِ اہل سنت بریلی شریف پہنچ گئے۔ یہاں ایک سال رہ کر معقولات کی تعلیم حاصل کی اور عمر کی ۱۹ ویں بہار میں دستارِ فضیلت سے سرفراز ہوکر وہیں دارالعلوم منظہرِ اسلام، بریلی شریف میں معقولات کے مدرس ہو گئے۔

چند اہم مناظرے:

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کا فراغت کے دورِ اول میں مناظرہ ومباحثہ محبوب مشغلہ تھا۔ تا آں کہ بہ طورِ تمرین حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فرمان کے مطابق خود اُن سے علمِ غیب کے مسئلہ پر اور بہ حکم علامہ خلیل احمد کاظمی محدث امروہوی علیہ الرحمہ خود اُن سے مسئلہ امکانِ کذب پر بھی مباحثے کا موقع ملا۔ تاج دارِ اہل سنت حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کے حکم سے آپ نے کئی جگہ مناظرے کیے۔ جن میں سے چند مقامات یہ ہیں۔ دھام پور، بجنور، ککرالہ، بدایوں، ہلدوانی، نینی تال اور خاص شہر بریلی شریف میں نواب ضمیر احمد صاحب کی کوٹھی پر شیعہ مجتہد سے اور زکاتی محلہ میں مودودی جماعت سے مناظرہ کیا۔ بہ فضلہٖ تعالیٰ ہر جگہ پر امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ نے مختصر سی نشست میں بھرپور کامیابی حاصل کی۔ اسی اثنا میں حضرت مخدوم صابر کلیری علیہ الرحمہ کی زیارت کے موقع پر سہارن پور اور دیوبند بھی پہنچے۔ سہارن پور کے علما نے اپنے یہاں کے بیس ہونہار طلبہ کو اچھی طرح سبق پڑھا کر دیگر ڈیڑھ سو طلبہ کی معیت میں برائے مناظرہ، امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کے پاس بھیجا۔ بحمد اللہ تعالیٰ آپ نے صرف دو گھنٹے میں سب کو خاموش کر دیا اور سب اپنا سا منہ

لے کر رہ گئے۔

علم وفضل اور تصانیف:

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ درسِ نظامی کے موجودہ تمام مروجہ فنون مثلاً: صرف ونحو، معانی و بیان، فقہ واصول، تفسیر، حدیث، وغیرہ کے علاوہ ہیئت و ہندسہ، توقیت ومساحت، جبر و مقابلہ، مناظرہ ومرایا، ارثماطیقی، لوگارثم، علمِ مثلث، علم جفر اور عمل بالخطائین وغیرہ میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کی مندرجہ ذیل کتابیں اُن کی علمی، تحقیقی اور قلمی خدمات کا بین ثبوت ہیں۔

1۔ لاوڈ اسپیکر کی آواز اصلی یا نقلی

2۔ لاوڈ اسپیکر اور نماز

3۔ ٹی وی اور ویڈیو کی تصویر اصلی یا فرضی

4۔ اعلیٰ حضرت اور علم جفر

5۔ اعلیٰ حضرت اور جبر ومقابلہ

6۔ اعلیٰ حضرت اور علم تکسیر

7۔ لوگارثم کی حقیقت

8۔ الہلال (مقالات)

9۔ شبِ قدر کے فضائل

10۔دیوبندی تابوت میں آخری کیل

11۔ٹی وی کی تحقیق (ٹی وی کے عدم جواز پر محققانہ وفاضلانہ تحقیق)۔۔وغیرہ

علاوہ ازیں درجنوں علمی و تحقیقی مضامین ومقالات۔

بیعت وخلافت:

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ بریلی شریف کے زمانۂ قیام میں حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔اور ۱۹۷۰ء میں حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کو خلافت واِجازت سے نوازا۔

تلامذہ:

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ سے اکتسابِ فیض کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے تاہم چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں:

✵ مولانا مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی پورنوی

✵ مولانا سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی

✵ مولانا سید انور چشتی، جامعہ قادریہ بدایوں شریف

✵ مولانا محمد انوار احمد قادری ابن مفتی جلال الدین احمد امجدی

✵ مولانا محمد یاد علی رضوی پورنوی

✵ مولانا محمد اسید الحق عاصم القادری ازہری بدایونی۔وغیرہم

وصال:

امامِ علم وفن علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ الرحمہ کا وصال ۲۰ /اکتوبر، ۲۰۱۳ء مطابق ۱۴/ذوالحجہ، ۱۴۳۴ھ بروز اتوار شب میں تین بج کر تیس منٹ کو ہوا۔ اللہ عزوجل حضرت کے درجات کو بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کے علمی فیضان سے مالامال فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

الہلال

خالق کائنات نے لافانی دستور حیات کلام پاک میں ہلال سے متعلق ارشاد فرمایا:

”یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ“ (بقرہ:۱۸۹)

ترجمہ: تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں تم فرما دو: وہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں اور حج کے لیے۔

خوبصورت مکھڑے والا ہنستا ہوا چاند جو ہر سال ہمارے لیے عید و رمضان کا پیغام لاتا اور ہر ماہ بدر و ہلال کی صورت میں ایک دلکش نظارہ پیش کرتا ہے دراصل نظام شمسی کا ایسا جسم ہے جس کی تخلیق رب کائنات نے انسانوں اور حج کے لیے وقت کی علامت کے طور پر فرمائی ہے۔ یہ اس کی دلکشی ہی کی بات ہے کہ انسان جہانِ رنگ و بو میں آنکھیں کھولتے ہی مہ و نجوم اور کہکشاؤں کی پُر پیچ زلفوں میں کسی نہ کسی طرح اپنے دل کو اسیر پاتا ہے۔ علمائے ہیئت و نجوم نے قرنوں ان کی وادی میں گل گشت کرنے کے بعد جو کچھ شمس و قمر کے متعلق جانکاری حاصل کی ہے یہاں ان کی تلخیص عطر الوردین کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

جس طرح موجودات میں علم کے اعتبار سے تین طرح کی ہستیاں سامنے آتی ہیں

(1) ایسی ذات جو بذات خود علم والی ہے اور دوسروں کو بھی اپنی عطا سے صاحب علم بناتی ہے۔ جیسے: رب کائنات۔

(2) ایسی ذات جو بالذات علم والی تو نہیں، لیکن دوسرے سے علم حاصل کر کے خود بھی

صاحب علم ہوتی ہے اور اپنے اس علم سے دوسروں کو فیض پہنچاتی ہے۔ جیسے: انبیا علیہم السلام اور علما کی ذات۔

(3) ایسی ذات جو غیر سے اکتساب علم تو کرتی ہے، لیکن اپنے علم سے دوسروں کو فیض پہنچانے سے محروم ہے۔ جیسے: عوام الناس۔

اسی طرح **العلم** کا لنور کے پیش نظر روشنی کے تعلق سے بھی قدرت نے تین طرح کے جسموں کو پیدا فرمایا۔

(1) ایسا جسم جو بالذات روشن ہے اور اپنی روشنی سے دوسرے جسموں کو بھی روشن کرتا ہے۔ جیسے: سورج۔

(2) ایسا جسم جو بالذات تو روشن نہیں، لیکن دوسرے جسم سے روشنی حاصل کر کے خود بھی روشن ہے اور دوسرے جسموں کو منور کرتا ہے۔ جیسے: چاند۔

(3) ایسا جسم جو بالذات روشن نہیں، بلکہ دوسرے جسموں سے روشنی حاصل کر کے خود روشن ہوتا ہے، لیکن دوسرے جسموں کو روشن نہیں کرسکتا۔ جیسے: درودیوار۔

بیان سابق سے یہ واضح ہوا کہ نیلگوں مائل بہ سیاہی رنگت رکھنے والا چاند جو نظام شمسی کے دائرہ گردش میں مصروف عمل ہے وہ بالذات روشن نہیں، بلکہ سورج کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے منور ہوتا ہے اور اپنی چمکیلی سطح سے بذریعہ انعکاسِ شعاع کائنات کو بھی روشن کرتا ہے۔

ماہتاب (moon) اگرچہ ہماری زمین کی بہ نسبت حجم میں (۱/۴۹) ہے، لیکن آفتاب زمین سے ساڑھے تیرہ لاکھ گنا بڑا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ قرصِ آفتاب کو افق پر طلوع

اورغروب ہونے 2/منٹ، 24/سیکنڈ کا وقت لگ جاتا ہےاورہم جس دھرتی پر مصروف خرام ہیں یہاں سے چاند کا فاصلہ دو لاکھ، چالیس ہزار میل (تقریباً چار لاکھ کلومیٹر) اور سورج کا فاصلہ نو کروڑ، اکتیس لاکھ میل (تقریباً پندرہ کروڑ کلومیٹر) کے لگ بھگ ہے۔ جہاں سے چاند کی روشنی تقریباً سوا سیکنڈ اور سورج کی روشنی ساڑھے آٹھ منٹ میں خلائے بسیط اور عناصر کے کروں سے سفر کرتے ہوئے ہماری دھرتی پر جلوہ بار ہوتی ہے۔

کبھی کبھی ایک ہی چیز میں بیک وقت دو سمتوں کی چال ہوتی ہے مثلاً: ہم جس ٹرین پر بیٹھے ہیں اس ٹرین کی ساری چیزیں اور مسافر ٹرین کی رفتار سے اسی سمت کو جا رہے ہیں جدھر ٹرین بل کھاتی ہوئی بھاگ رہی ہے، لیکن اس ٹرین پر مونگ پھلی بیچنے والا کبھی اس کے مخالف سمت بھی سامان فروخت کرتے ہوئے جاتا نظر آتا ہے۔ اس مونگ پھلی والے میں بیک وقت دو چالیں ہیں ایک اس کی ذاتی جو ٹرین کے مخالف سمت ہے دوسری اس کی تبعی جو ٹرین کے موافق ہے۔

اسی طرح چاند، سورج میں بھی بیک وقت دو چالیں ہیں، ایک اس کی ذاتی چال دوسری اس کی تبعی چال۔ بحکم خداوندی دونوں ہی جانب مغرب سے مشرق کی طرف اپنے گھیرے میں بالذات رواں دواں ہیں اور اس چال سے بھی کئی گنا تیزی کے ساتھ آسمان (افلاک) کے تابع ہو کر مشرق سے مغرب کی طرف جادہ پیماں ہیں۔ بالتبع چال کی وجہ سے دونوں مشرق میں طلوع ہو کر مغرب میں ڈوبتے نظر آ رہے ہیں؛ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں ہی 24/گھنٹے میں آسمان کا پورا دورہ یعنی 360/ڈگری طے کر لیتے ہیں۔

علمائے ہیئت دائرہ کے محیط اور گھیراؤ کو 360 ؍حصے کر کے ہر حصے کو درجہ اور ڈگری کہتے ہیں اور پھر درجہ کے 60 حصے مان کر ہر حصہ کو دقیقہ (arc minute) اور دقیقہ کے ساٹھویں حصہ کو ثانیہ (arc second) اور اسی طرح ساٹھ ساٹھ حصے کر کے ثانیہ، رابعہ وغیرہ کہتے ہیں۔ آفتاب و ماہتاب کا مدار چونکہ دائرہ نما ہے اس لیے اس میں بھی ایسے ہی درجے، دقیقے اور ثانیے وغیرہ مانتے ہیں۔ رصدگاہوں میں برسوں مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ سورج اپنی ذاتی چال سے روزانہ 59 ؍دقیقے، 8 ؍ثانیے، 20 ؍ثالثے (0°59'08''20''') طے کرتا اور چاند روزانہ 13 ؍درجے، 10 ؍دقیقے، 35 ؍ثانیے اور 2 ؍ثالثے (13°10'35''02''') طے کرتا ہوا پورب (East) کی طرف محوخرام ہے جس کے نتیجے میں سورج ایک سال میں اور چاند ایک مہینہ ہی میں پورا دورہ طے کر لیتا ہے۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ چاند خود منور نہیں، بلکہ آفتاب کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے اس کا آدھا حصہ منور ہو جاتا ہے اور پھر بہ طریقۂ انعکاس ہماری دنیا روشن ہو جاتی ہے، لیکن چونکہ ماہتاب (Moon) کی رفتار آفتاب کی رفتار سے لگ بھگ بارہ گنا زیادہ ہے؛ اس لیے ماہتاب (Moon) بڑی تیزی کے ساتھ بھاگتے ہوئے آفتاب کے قریب آتا ہے اور پھر اسی تیزی کے ساتھ آگے نکل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوری بڑھتے بڑھتے 180 ؍درجہ کی ہوتی ہے اور پھر آگے گھومتے ہوئے آفتاب کے قریب پہنچ جاتا ہے اور پھر آفتاب سے آگے نکل جاتا ہے، اس دوڑ بھاگ اور آنکھ مچولی کی وجہ سے چاند اور سورج کے درمیان قرب و بعد کے اعتبار سے وضعیں بدلتی رہتی ہیں اور ہم

چونکہ آفتاب کو نیچے فرش گیتی سے دیکھ رہے ہیں، اس لیے چاند کا روشن حصہ ہمیں مختلف صورت میں نظر آتا ہے۔قمری مہینے کے ابتدائی دنوں میں بصورت ہلال، 7ر تاریخ کو نصف دائرہ اور 14ر تاریخ میں بدر کامل اور پھر 21ر تاریخ کو آدھا چاند اور آخر میں 27ر تاریخ کو چاند چھپ جاتا ہے، یہاں تک کہ آئندہ ماہ کی یکم تاریخ کو پھر ہم چاند کو ہلالی صورت میں دیکھتے ہیں۔بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ہلال افق پر رات کے طول کے چودھویں حصہ تک رہتا ہے یعنی اگر رات 14ر گھنٹے کی ہو تو ہلال ایک گھنٹے تک افق پر رہے گا۔ دوسری شب دو گھنٹے، تیسری شب تین گھنٹے، لیلۃ البدر میں چودہ گھنٹے، لیلۃ البدر کے بعد طلوع بھی اسی حساب سے ہوتا ہے۔

چاند اور سورج کا مدار باہم ایک دوسرے کو 5ر ڈگری کے زاویے پر دو نقطے پر کاٹتے ہوئے گزرنے کی وجہ سے یہ دونوں نقطے چاند اور سورج کے لیے چوراہے ہیں۔ایک کا نام راس اور دوسرے کا نام ذنب ہے جسے عقد تین بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نقطوں میں 180ر ڈگری کی دوری ہے۔ اگر چاند، سورج دونوں ہی کسی ایک ہی چوراہے پر یا اس کے آس پاس پہنچ جائیں تو ایسی صورت میں سورج اور زمین کے درمیان چاند حائل ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی، بتمامہ دھرتی پر نہیں پہنچ پاتی جسے ہم سورج گہن سے یاد کرتے ہیں اور یہ 28ر، 29ر یا 30ر تاریخ قمری ہی ہوسکتا ہے اور اگر چاند سورج الگ الگ چوراہے یا الگ الگ چوراہے کے پاس ہوں جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان 180ر ڈگری کی دوری ہوگئی ہے تو ایسی صورت میں

چاند اور سورج کے درمیان زمین حائل ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی چاند تک نہیں پہنچ پاتی اور چاند اس صورت میں اپنی فطری رنگت میں نظر آنے لگتا ہے جسے دنیا چاند گہن سے جانتی ہے اور یہ 13، 14 یا 15 تاریخ قمری ہی میں ممکن ہے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ چاند روزانہ (13°10'35"02''' یا 13.17639815°) درجے اور سورج (0°59'08"20''' یا 0.98564815°) درجے کے حساب سے پورب (East) کی طرف بڑھتا ہے؛ اس لیے دونوں کے درمیان روزانہ (12°11'26"44''' یا 12.19075926°) درجے کی دوری بڑھتی جاتی ہے۔ اس دوری کو ہیئت کی زبان میں ''سبق'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ گو کہ سورج بھی اپنی چال سے پورب (East) کی طرف بڑھتا جاتا ہے، لیکن ماہتاب (Moon) کے اس سبق کے اعتبار سے سورج چاند کی بہ نسبت گویا ساکن رہتا ہے یعنی چاند کی دوری سورج سے روزانہ اتنی (سبق) ہی بڑھتی جاتی ہے۔

شب ہلال سے (تقریباً اوسطاً) 27/ یوم، 7/ گھنٹہ اور 44/ منٹ (27.322days) چلنے کے بعد چاند اماوس میں آجاتا ہے اور دنیا کہتی ہے کہ چاند چھپ گیا۔ ہیئت کی زبان میں اسی حالت کو محاق کہتے ہیں۔ اس مخصوص وقت میں چاند کا رخِ روشن سورج کی طرف اور تاریک حصہ فرش گیتی کی طرف ہوتا ہے۔ چاند (تقریباً) دو یوم، 5/ گھنٹہ تک اماوس میں رہتا ہے اور جب اوسطاً تقریباً 29/ یوم، 12/ گھنٹے اور 24/ منٹ کی مدت پوری ہو جاتی ہے تو ماہتاب اپنی اسی وضع سابق میں پہنچ کر بصورت ہلال نظر آنے کے قابل ہو

جاتا ہے؛اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ چاندروزانہ بقدر(سبق)سورج کی بہ نسبت طے کرتا جاتا ہے؛اس لیے پورے دورۂ کامل کو لامحالہ 29/یوم،12/گھنٹے اور 44/منٹ میں طے کرلے گا۔ بلفظ دیگر یوں کہیے کہ سبق اور اس کے طے کرنے کی مدت اور مدار کا درجہ(360)۔یہ تینوں باتیں معلوم ہیں،البتہ پورے دورۂ کامل کو طے کرنے کی چونکہ مدت معلوم نہیں ؛اس لیے ہم ارثماطیقی (Arithmatic) میں ذکر کردہ قاعدہ اربعہ متناسبہ کے ذریعہ معلوم کرسکتے ہیں،اس کی صورت یوں ہوگی:

طرف	وسط	وسط	طرف
یوم واحد :	سبق معلوم ::	ایام مجہول :	۳۶۰درجے
(1 :	12.19076 ::	Z :	360)

اس تناسب میں یوم اور 360 ڈگری طرفین ہیں۔سبق معلوم اور ایام مجہول وسطین ہیں اس لیے اقلیدس کے مقالہ پانچ شکل(16) کے مطابق طرفین کے حاصل ضرب اور وسطین کے حاصل ضرب برابر ہوں گے؛لہٰذا اگر طرفین کے حاصل ضرب کو ہم وسطین کے معلوم شدہ رکن یعنی سبق سے تقسیم کریں تو نتیجہ برآمد ہوگا کہ(29.530562) چاند 29/دن،12/گھنٹے اور 44/منٹ میں پھر اپنی وضع سابق میں آجائے گا اور یہی حقیقی قمری یوم کی مقدار ہوگی اور جب اس مقدار کو ہم 12/سے ضرب دیں تو (354.3667499) حاصل ضرب 354/دن،8/گھنٹے اور 48/منٹ سال قمری حقیقی ہوگا۔سورج چونکہ اپنی ذاتی رفتار سے پورے دورۂ کامل کو تقریباً 365/دن،

6/ گھنٹے یعنی 365.25/ دن میں طے کرتا ہے؛ اس لیے یہ شمسی سال کی مدت ہوگی اور اس کا بارھواں حصہ یعنی 30/ دن، 10/ گھنٹے اور 12/ منٹ ماہِ شمسی حقیقی کی مدت ہوگی، لیکن علم ہیئت میں بحث تعدیلات کے ضمن میں بتایا گیا ہے کہ مقام اوج وحضیض (aphelion & perihelion) اور حالت صعود وہبوط میں سورج کی چال بہ نسبت منطقۃ البروج یکساں نہیں ہوتی ؛ اس لیے آفتاب بارہ برجوں کو مختلف مدت میں طے کر رہا ہے۔ اس اعتبار سے شمسی مہینے کبھی 30/، کبھی 31/ اور کبھی 28/ مانے جاتے ہیں، لیکن ہر سال میں چونکہ 6-6 گھنٹے زائد ہوتا جاتا ہے؛ اس لیے چوتھے سال میں 4x6=24 گھنٹے زائد ہونے کی وجہ سے فروری 29/ کا یعنی کبیسہ مانا جاتا ہے۔ یہیں سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ سالِ شمسی قمری سال سے دس یوم اکیس گھنٹے بارہ منٹ زائدہ ہوتا ہے جسے عام لوگ 11 یوم کہتے ہیں اور ماہِ شمسی حقیقی ماہِ قمری حقیقی سے 21/ گھنٹے اور 28/ منٹ بڑا ہوتا ہے۔

رویت ہلال کی شام کو غروب آفتاب کے وقت چاند، سورج کے درمیان ایک مخصوص وضع کے حاصل ہونے کے لیے علمائے ہیئت نے کئی شرطیں بتائی ہیں جن میں سے ایک اہم شرط یہ ہے کہ چاند اور سورج کے مابین ایک معین فاصلہ سے کم فاصلہ نہ ہونا چاہیے جس کو علم ہیئت کی اصطلاح میں ''بُعدِ معدل'' (elongation) کہا جاتا ہے۔ اس معین فاصلہ کی مقدار میں علمائے ہیئت مختلف الخیال ہیں۔ علامہ برجندی نے ''زیج سلطانی'' کی شرح میں سب کے اقوال اور تمام شرطوں کے ذکر کے بعد فرمایا ہے۔

بالجملہ ضبط آں بر سبیل تحقیق منعسر است بلکہ متعذر واز یں جہت بطلیموس در مجسطی تعرض ہلال نہ کردہ است۔

لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب چاند اور سورج دونوں کی تقویم کے درمیان دس سے بارہ ڈگری تک کا فاصلہ ہوتا ہے یا بلفظ دیگر غروب آفتاب کے بعد جب چاند افق پر چالیس منٹ سے اڑتالیس منٹ تک موجود رہتا ہے تو رویت ہلال ہو جاتی ہے یعنی اگر چاند اور سورج کے غروب میں چالیس منٹ کا تفاوت ہو تو چاند نظر آ سکتا ہے اور اگر اس سے زیادہ کا فرق ہو تو رویت ہلال میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔

چاند ہلالی شکل میں آنے کے بعد پھر اپنی منزل طے کرتا ہوا بڑھتے بڑھتے بدر کامل ہو جاتا ہے اور پھر گھٹنا شروع ہو جاتا ہے تا آنکہ آگے چل کر ستائیسویں شب میں اماوس میں آ جاتا ہے اور پھر اماوس ختم ہوتے ہی چاند اور سورج میں وہی وضع لوٹ آتی ہے جس وضع میں چاند ہلالی شکل میں نظر آیا تھا۔ بارِ دگر اس وضع میں لوٹنے کی مدت $\frac{1}{2}$ ۲۹ یوم کی ہوتی ہے؛ اسی لیے عربی مہینہ 29 / یوم سے کم اور تیس یوم سے زائد کا نہیں ہوتا۔

زیج سلطانی میں لکھا ہے کہ عربی مہینے چار ماہ مسلسل 30 - 30 / یوم اور تین مہینے 29-29 / یوم کے ہو سکتے ہیں، اس سے زائد نہیں۔

چونکہ رویت ہلال کی شام کو چاند سورج سے کم از کم دس ڈگری پورب (East) رہتا ہے اور روزانہ بقدر ''سبق'' یعنی (12°11'26"44''' یا 12.19075926°) درجے کے حساب سے سورج کی بہ نسبت تیز گامی سے آگے بڑھتا رہتا ہے؛ اس لیے دوسری

شب کو چاند سورج کے درمیان (28'''"53'22°24) ڈگری کی دوری ہو جاتی ہے؛ لہٰذا جہاں کہیں 29 رتاریخ کو ہلال نظر نہ آیا تو وہاں 30 رکو رویت ضرور ہو گی جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پوری دنیا میں رویتِ ہلال میں صرف ایک دن کا فرق ہو سکتا ہے، اس سے زائد ممکن نہیں؛ اس لیے یہ بات غلط ہے کہ عرب میں رویت ہلال ہمارے ہندوستان سے 2 ریوم پیشتر ہو جاتی ہے اور عید قرباں اور حج ہمارے یہاں کی تاریخ سے وہاں 2 ردن پیشتر ہو جاتے ہیں۔

رویتِ ہلال کا معاملہ جہاں کہیں ''بعد معدل'' (elongation) کی تعیین اور دیگر شرائط پر موقوف ہے وہاں اس کا معاملہ افق پر گرد و غبار کی مقدار اور اسی طرح افق کے اوپر فضا کی رطوبت، یبوست، حرارت اور برودت کی مخصوص کیفیات و کمیات اور ساتھ ہی اس جگہ واقع شدہ بادل کی کثافت و لطافت کے اوپر بھی موقوف ہے۔ حساب زیادہ سے زیادہ یہ بتا سکتا ہے کہ 29 رکی شام کو چاند اور سورج میں اتنا فاصلہ رہے گا اور یہ وضع ہو گی ،لیکن حساب اُن دوسری چیزوں کو نہیں بتا سکتا جن پر رویت موقوف ہے اور نہ یہ بتا سکتا ہے کہ فلاں نے چاند دیکھ لیا یا فلاں فلاں مقام پر رویت ہو گئی۔ الغرض چاند دیکھنا انسان کا ایسا ذاتی فعل ہے جسے حساب سے نہیں بتایا جا سکتا۔

بہر حال ماسبق کی مذکورہ باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رویتِ ہلال کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو کسی بھی طرح حساب کے قابو میں نہیں آ سکتا۔ اس لیے شارع علیہ السلام نے **الدین یسر** کے پیش نظر ارشاد فرمایا:

"صوموالرویتہ وافطروالرویتہ فان غم علیکم فاقدرواثلثین"

یعنی ہلال دیکھ کر روزہ رکھو اور ہلال دیکھ کر افطار کرو، اگر کسی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو 30/دن کا مہینہ مانو اور شمار کرو۔

جس طرح آفتاب الگ الگ شہروں میں مختلف اوقات میں طلوع کرتا ہے، اس طرح ماہتاب (moon) بھی الگ الگ شہروں میں مختلف اوقات میں نظر آتا ہے، تا آنکہ جس طرح لگ بھگ ایک ہزار میل (تقریباً ۱۶۰۹ کلومیٹر) پورب پچھّم (مشرق ومغرب) کی دوری پر طلوعِ آفتاب میں ایک گھنٹہ کا فرق ہوتا ہے۔ اسی طرح رویت ہلال میں بھی ایک گھنٹہ کا فرق ہوسکتا ہے۔ شرح چغمینی میں ہے:

رویۃ الھلال تختلف باختلاف المساکن

اسی اختلاف المساکن کو علما اختلاف المطالع سے تعبیر کرتے ہیں۔

گو کہ کچھ علما اختلاف المطالع کا اعتبار کرتے ہیں، لیکن محققین نے صاف لفظوں میں ارشاد فرمایا کہ: یلزم اھل المشرق برویۃ اھل المغرب الخ

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتاویٰ رضویہ میں اس بحث کو اتنا منقح فرمادیا ہے کہ اختلاف المطالع کے اعتبار کی کوئی راہ ہی نہیں نکلتی۔ اس لیے یہاں اس کی بحث سے صرف نظر کیا جاتا ہے اہل ذوق حضرات فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ فرمائیں یہی ان کے لیے کافی ہے۔

مقدمۃ الواجب واجبۃ کے پیش نظر شریعت مطہرہ نے شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے چاند دیکھنے کی ہدایت فرمائی اور مسلمانوں پر مذکورہ مہینوں کا چاند دیکھنا

واجب کفایہ فرمایا فقہائے کرام، علمائے عظام نے چاند کے ثبوت کے لیے سات طریقے بیان فرمائے ہیں:

(1) شہادۃ علیٰ الرویۃ، (2) شہادۃ علیٰ الشہادۃ، (3) شہادۃ علیٰ حکم القاضی، (4) شہادۃ علیٰ کتاب القاضی، (5) استفاضہ، (6) اکمال عدت، (7) اعلان۔

(1) شهادة على الروية: یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی بعض صورتوں میں رمضان المبارک کے چاند کے لیے صرف ایک مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کی گواہی کافی ہے اور باقی مہینوں کے لیے دو مرد مسلمان عادل یا ایک مرد اور دو عورتیں مسلمان عادلہ غیر فاسقہ کی گواہی ضروری ہے۔

(2) شهادة على الشهادة: یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا، بلکہ دیکھنے والوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اپنی گواہی پر انھیں گواہ کیا، پھر انھوں نے ان کی گواہی کی گواہی دی۔

(3) شهادة على حكم القاضي: یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے حضور رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا، دو عادل گواہ اس گواہی اور حکم کے وقت دار القضا میں موجود تھے، انھوں نے اپنے شہر میں حاکم اسلام کے حضور اس کی گواہی دی۔

(4) شهادة على كتاب القاضي: یعنی قاضی شرع کے سامنے شرعاً گواہی گزری اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت

شرعیہ قائم ہوئی اور وہ خط دو عادل گواہوں کے سپرد کیا۔ ان گواہوں نے باحتیاط اس خط کو قاضی کے سامنے پیش کر کے اس پر گواہی دی۔

(5) **استفاضہ:** یعنی جن اسلامی شہروں میں ثبوت ہلال ہو گیا، وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب نے بیک زبان اپنے علم سے اس بات کی خبر دی کہ فلاں شہر میں ثبوت ہلال ہو گیا۔

(6) **اکمال عدت:** یعنی جب کسی وجہ سے 29ر کی رویت ثابت نہ ہو سکی تو جب ایک مہینے کے تیس دن پورے ہو جائیں تو ماہ متصل کے ہلال کا ثبوت خود بخود ہو جاتا ہے۔

(7) **اعلان:** یعنی قاضی شہر کی خدمت میں شہادت گزری اور اس نے اس شہادت پر ثبوت ہلال کا حکم دے دیا اور اپنے اس حکم کو اپنے شہر کے ہر شخص تک پہنچانے کی غرض سے اعلان عام کروا دیا۔ اس طرح اس قاضی کے حدود قضا میں رہنے والے تمام افراد کو ثبوت ہلال کا علم ہو گیا۔

شریعت مطہرہ نے **الزام الحکم علی الغیر** دو طرح نافذ فرمایا ہے۔ ایک بربنائے حجت، دوسرا بربنائے ولایت۔ رویت ہلال کے ثبوت کے اول چار طریقے ازقبیل شہادت ہیں اور آخری طریقہ ازقبیل ولایت ہے۔ رہا اکمال اور استفاضہ تو دراصل ان صورتوں میں ثبوت رویت ہلال خود بخود ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں **الزام الحکم علی الغیر** ہی موجود نہیں کہ حجت یا ولایت کی حاجت ہو۔ ثبوت ہلال کا یہ طریقہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے بذات خود کسی نے چاند اپنی نظر سے دیکھا تو اس پر صوم یا افطار خود بخود منجانب

شرع لازم ہوجاتا ہے، یہاں **الزام الحکم علی الغیر** نہیں۔ اعلان کے از قبیل ولایت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے لوگوں پر جن کی ولایت تسلیم کی ہے ان کے اعلان سے لوگوں پر حکم کا نفاذ بھی تسلیم کیا ہے۔ دنیاوی مثال میں اسے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک پرنسپل کا کوئی اعلان صرف اس کے ماتحت چلنے والے ادارے کے جملہ طلبہ اور متعلقین کے لیے ہی نافذ ہوتا ہے، دوسرے ادارے کے متعلقین کے لیے نہیں، ایک ضلع کے حاکم کا کوئی اعلان اس ضلع کے تمام باشندوں کے لیے حکم نافذ کرتا ہے دوسرے اضلاع کے باشندوں کے لیے نہیں؛ یہی وجہ ہے کہ بازار میں روزمرہ طرح طرح کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں کہیں بیڑی کا اعلان، کہیں دواؤں کا اعلان، کہیں منجن وغیرہ کا اعلان ہوتا ہے، لیکن بازار میں خرید و فروخت یا رہنے سہنے والوں پر اس اعلان پر عمل کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر حاکم کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ کل بازار بند رہے گا تو اس کی تعمیل ضروری قرار پائی ہے اور اس پر عمل ناگزیر ہوجاتا ہے۔

رویت ہلال میں بھی اعلان کی یہی حیثیت ہے کہ اعلان کرنے والے حاکم، قاضی یا قائم مقام قاضی کی حدود قضا جن حلقوں کو محیط ہے صرف انہیں حلقوں (شہروں یا ملکوں) میں ان کے اعلان سے حکم نافذ ہوگا اور اس سے رویت ہلال کا ثبوت مانا جائے گا، خواہ یہ اعلان بذریعہ روشنی یا نقارہ یا توپ یا لاؤڈ سپیکر یا ریڈیو سے ہو۔ جو لوگ اعلان کرنے والے کی حدود قضا سے خارج ہیں ان کے لیے اس اعلان سے رویت ہلال کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔ ازکی الھلال میں ہے کہ ’’ائمہ دین تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ قاضی اپنا آدمی بھیجے،

بلکہ بذات خود آ کر بیان کرے کہ میرے سامنے گواہیاں گزریں، ہرگز نہیں سنیں گے۔

جب شریعت مطہرہ کا یہ مزاج ہے کہ جس قاضی کے اعلان پر اس کے شہر (یا ملک) میں صوم وافطار کا حکم نافذ ہوتا اگر وہی قاضی یا اس کا فرستادہ آدمی دوسرے شہر (یا ملک) میں جا کر بیان کرے تو شرعاً معتبر نہیں تو پھر بھلا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ بذریعہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اس کے اعلان سے دوسرے شہر میں صوم وافطار روا ہو؟ اور جب ریڈیو، ٹیلی ویژن کی نا اعتباری کا یہ حال ہے تو تار، ٹیلی فون، خط اور اخبار کیسے قابل اعتماد ہوسکتے ہیں اور ان سے کیوں کر رویت ہلال کا ثبوت ہوسکتا ہے؟

ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے اعلان کی چار صورتیں ہیں:

(1) خود قاضی مقام نشریات میں پہنچ کر اعلان کرے۔

(2) اس کی ٹیپ شدہ آواز سے اعلان ہو۔

(3) قاضی کے علاوہ کوئی آدمی مقام نشریات میں پہنچ کر اعلان کرے۔

(4) قاضی کے علاوہ کسی آدمی کی ٹیپ شدہ آواز سے اعلان ہو۔

بہر تقدیر ان تمام صورتوں میں خود قاضی یا اس کے علاوہ کسی آواز ریڈیائی لہروں کے توسط سے لوگوں تک پہنچتی ہے۔ البتہ ٹیلی ویژن میں آواز کے ساتھ اس کی تصویر بھی بن گئی اور اعلان کنندہ شناخت میں آ گیا۔ لیکن ابھی ابھی از کی الہلال کے حوالہ سے گزرا کہ ''ائمہ دین تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر قاضی اپنا آدمی بھیجے بلکہ بذات خود آ کر بیان کرے کہ میرے سامنے گواہیاں گزریں، ہرگز نہیں سنیں گے۔

ذرا ٹھنڈے دل سے کلیجے پر ہاتھ رکھ کر اس شرعی معاملے اور دینی مسئلے کو سوچیے کہ جب قاضی یا اس کا اپنا آدمی سراپا مجسم براہ راست بیان دے جب بھی دوسرے شہروں (یا ملکوں) میں ان لوگوں کا بیان ثبوت ہلال میں معتبر نہیں، تو ریڈیائی لہروں کے توسط سے ان لوگوں کی آنے والی آواز یا اسکرین پر بننے والی تصویر کی وجہ سے ان لوگوں کا اعلان ثبوت ہلال میں کیوں کر معتبر ہوگا۔ وہاں دو بدو، بالمشافہہ، سراپا مجسم کا بیان اور یہاں پس پردہ، بالواسطہ، باتصویر کا اعلان، ایمانی فراست بھی شاہد ہے کہ جب وہی معتبر نہیں تو یہ کیوں کر معتبر ہو سکتا ہے؟

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قاضی سے بالذات وہ جملہ امور متعلق ہوتے ہیں جو قطعِ خصومات اور دفعِ منازعات کے قبیل سے ہیں۔ رویت ہلال کا مسئلہ فی نفسہ حقیقتاً قضا سے متعلق نہیں؛ یہی وجہ ہے کہ ثبوت ہلال کی بعض صورتوں میں قضا کی حاجت نہیں ہوتی، لیکن چونکہ رویت ہلال کے بعض احوال میں شہادت گزاری کی ضرورت پڑتی ہے۔ شہادت لینا اور اس کا قبول ورد کرنا قاضی کا کام اور اس کا وظیفہ ہے۔ اس واسطہ سے رویت ہلال کی بعض صورت قاضی سے متعلق ہو جاتی ہے؛ اس لیے کسی ایسے آدمی کو قاضی نامزد کر دینا کہ فقط رویت ہلال ہی کے باب میں اس کا اعلان مانا جائے دیگر امور متعلقہ بالقضا میں اس قاضی کی ضرورت نہیں، بلکہ ان دیگر امور کو اپنے حلقہ کے کسی دوسرے قاضی سے متعلق قرار دیا جائے تو یہ شرعاً قاضی تسلیم کرنا نہیں ہوا بلکہ اپنے ہوا و ہوس کی اتباع میں ایک بدعت ہوئی؛ لہٰذا پورے ملک میں اس قسم کا قاضی مان کر ان کے اعلان کو پورے ملک میں الزام

الحکم علیٰ الغیر کے لیےکافی سمجھنا دراصل شریعت میں رخنہ ڈالنااور دخل اندازی ہے۔

اس لیے جن شہر و بلاد میں جن اعلم علمائے بلد کے حکم سے اقامت جمعہ وعیدین ہوتی ہے، جن کی طرف مسائل دینیہ میں رجوع ہوتا ہے اور اسلامی طرز پر دفعِ منازعہ اور قطعِ خصومت کے لیے جن کو حکم مانا جاتا ہے۔ان بلاد میں فقط انہیں کا اعلان رویت ہلال کے ثبوت کا باعث ہوسکتا ہے، دوسرے کا نہیں۔

پاکستان، عرب اور دوسرے ممالک کے اعلان کرنے والے چونکہ ہمارے ملک (یعنی انڈیا) میں ولایت نہیں رکھتے، اسی طرح دہلی کے مقیم دوسرے شہروں میں اقامتِ جمعہ وعیدین کا حق نہیں رکھتے اور نہ روزمرہ کے مسائل دینیہ میں وہ حاکم نامزد ہوتے ہیں اس لیے دوسرے شہروں کے لوگ شرعاً ان کے زیر ولایت بھی نہیں؛ لہٰذا یہ اعلانات ان کے لیے شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

روزہ وافطار، عید وقربان وغیرہ مقدس ومحترم اسلامی عبادات ورسومات ہیں؛ اس لیے ہمیں رضائے رب حاصل کرنے کیلئے ہر حال میں اسلامی اصول اور اسلامی روش پر ہی چلنا اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔

(ماہنامہ اشرفیہ، انڈیا۔ جون، 1990ء ص:18)

ناشر: ادارہ عرفان التوقیت

فون نمبر: 3531226 332 92+

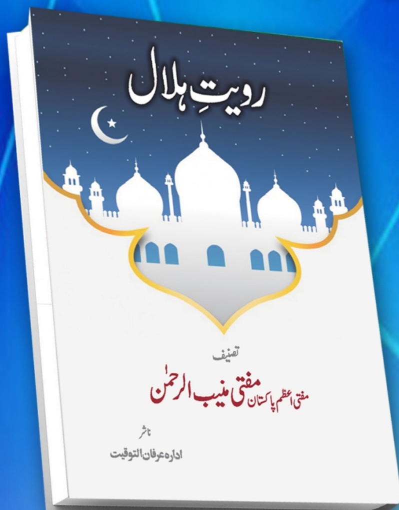
fb.com/ilmetauqeet

20180529

پاکستان میں چاند دیکھنے کے حوالہ سے اعتراضات کا علمی جائزہ

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب کے قلم سے

Rs. 100/-



اس کتاب میں آپ یہ بھی پڑھ سکیں گے کہ

- ہمارے میڈیا کا طرزِ عمل
- مستقل قمری کیلنڈر کا مسئلہ
- قضا ریاست کی طرف سے مفوّض ہوتی ہے
- ایک ہی ملک میں روزہ و عید الگ الگ کیوں؟
- دن کے وقت نظر آنے والے چاند کی وضاحت
- پرائیویٹ رویت ہلال کمیٹیوں کی شرعی حیثیت
- شہادت کے ردّ و قبول کا اختیار قاضی کے پاس ہے
- سعودی عرب کے ساتھ رمضان و عیدین کیوں نہیں؟
- کیا کئی قمری مہینے مسلسل 29 دن یا 30 دن کے ہو سکتے ہیں؟
- نئے چاند کی جسامت بڑی محسوس ہونے پر غلط رویت ہونے کا قیاس
- یومِ شک کا روزہ رکھوانے اور تیس رمضان کے روزے سے محروم کرنے والے مفتی صاحبان کا حکم

0332-3531226
/ilmetauqeet
ilmetauqeet@gmail.com

ناشر
ادارہ عرفان التوقیت

